فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دارالافتاء حضرت مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 12 شعبان المعظم 1445 23 فروری 2024

شمارہ 236

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- جانور اور پرندوں کے حلال وحرام ہونے کا شرعی اصول
- زمین تین سال سے زائد ٹھیکے پر دینے کی ممانعت کا مطلب
- پہلی بیوی کی بیٹی سے دوسری بیوی کے بھائی سے نکاح
- موبائل فون میں گانے اور فلمیں اپ لوڈ کرنے پر اجرت لینا
- عشر کی ادائیگی سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی، C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

جانور اور پرندوں کے حلال وحرام ہونے کا شرعی اصول

سوال: حلال وحرام جانور پرندوں کو پہچاننے کا کوئی قاعدہ واصول ہو جس کو ہم اس قاعدہ واصول سے پہچان لیں؛ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ چیر پھاڑنے والے درندے، اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کا گوشت حرام ہوتا ہے، آپ تحقیق کر کے بتائیں۔

جواب: حلال وحرام جانور کے جاننے کا اصول یہ ہے کہ اگر وہ جانور شکار کر کے کھاتے ہوں یا ان کی غذا فقط نجاست ہے تو وہ حرام ہیں، جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ۔ اور اگر وہ شکار کر کے نہ کھاتے ہوں یا انکی غذا نجس نہ ہو تو وہ حلال ہیں، جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ۔ (احسن الفتاویٰ، ج:۷، ص:۴۱۰)

الحيوان۔۔ أما المستأنس من البهائم فنحو الإبل والبقر والغنم يحل بالإجماع، وأما المتوحش نحو الظباء وبقر الوحش وحمر الوحش وإبل الوحش فحلال بإجماع المسلمين، وأما المستأنس من السباع وهو الكلب والفهد والسنور والأهلي فلا يحل، وكذلك المتوحش فمنها المسمى بسباع الوحش والطير، وهو كل ذي ناب من السباع وكل ذي مخلب من الطير، فذو الناب من سباع الوحش مثل الأسد والذئب والضبع والنمر والفهد والثعلب والسنور البري والسنجاب والسمور والدلق والدب والقرد ونحوها فلا خلاف في هذه الجملة، وذو المخلب من الطير كالبازي والباشق والصقر والشاهين والحدأة والبغاث والنسر والعقاب وما أشبه ذلك، وما لا مخلب له من الطير، والمستأنس منه كالدجاج والبط، والمتوحش كالحمام والفاختة والعصافير والقبج والكركي والغراب الذي يأكل الحب والزرع ونحوها حلال بالإجماع، كذا في البدائع. (الفتاوى الهندية: كتاب الذبائح، الباب الثاني في بيان ما يؤكل من الحيوان وما لا يؤكل)

زمین تین سال سے زائد ٹھیکے پر دینے کی ممانعت کا مطلب

سوال: حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اشرف الاحکام میں فرماتے ہیں: کہ »فقہاء رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ٹھیکہ تین سال سے زائد جائز نہیں، اس میں یہ حکمت ہے کہ تا کہ کوئی قابض نہ ہوجائے«۔ حالانکہ ہم لوگ زمین وغیرہ طویل مدت تک کرایہ پر دیتے ہیں اور کبھی کسی مفتی سے اس پر نکیر بھی نہیں سنی۔

جواب: شریعت اسلامیہ میں مملوکہ زمین، گھر اور سواری وغیرہ مقررہ مدت تک کرایہ پر دینا جائز ہے، اگرچہ وہ مدت طویل ہو، البتہ وقف زمین کے متولی (انتظامیہ کمیٹی) کے لیے جائز نہیں کہ وقف زمین کو اتنی طویل مدت کے لیے کرایہ پر دیدے جس سے وقف زمین ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، جس کی تعیین فقہائے کرام نے تین سال سے کی ہے۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ کا ملفوظ ہر قسم کے زمین سے متعلق نہیں ہے بلکہ صرف وقف زمین سے متعلق ہے کہ تین سال سے زیادہ مدت کے لیے کرایہ پر دینا جائز نہیں؛ تاکہ کوئی ملکیت کا دعویٰ نہ کرے۔

«والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستئجار الدور، للسكنى والأرضين للزراعة فيصح العقد على مدة معلومة أي مدة كانت»؛ لأن المدة إذا كانت معلومة كان قدر المنفعة فيها معلوما إذا كانت المنفعة لا تتفاوت. وقوله: أي مدة كانت إشارة إلى أنه يجوز، طالت المدة أو قصرت؛ لكونها معلومة ولتحقق الحاجة إليها عسى، إلا أن في الأوقاف لا تجوز الإجارة الطويلة؛ كي لا يدعي المستأجر ملكها وهي ما زاد على ثلاث سنين هو المختار». (الهداية، كتاب الإجارات)

«يراعى شرط الواقف في إجارته فلم يزد القيم بل القاضي لأن له ولاية النظر لفقير وغائب وميت (فلو أهمل الواقف

مدتها قيل: تطلق) الزيادة للقيم (وقيل: تقيد بسنة) مطلقا (وبها) أي بالسنة (يفتى في الدار وبثلاث سنين في الأرض) إلا إذا كانت المصلحة بخلاف ذلك وهذا مما يختلف زمانا وموضعا ... قوله: (إلا إذا كانت المصلحة بخلاف ذلك) هذا أحد الأقوال الثمانية، وهو ما ذكره الصدر الشهيد من أن المختار أنه لا يجوز في الدور أكثر من سنة إلا إذا كانت المصلحة في الجواز، وفي الضياع يجوز إلى ثلاث سنين إلا إذا كانت المصلحة في عدم الجواز وهذا أمر يختلف باختلاف المواضع واختلاف الزمان اهـ وعزاه المصنف إلى أنفع الوسائل وأشار إلى أنه لا يخالف ما في المتن؛ لأن أصل عدول المتأخرين عن قول المتقدمين بعدم التوقيت إلى التوقيت إنما هو بسبب الخوف على الوقف فإذا كانت المصلحة الزيادة أو النقص اتبعت، وهو توفيق حسن». (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الوقف، فصل: إجارة الواقف)

پہلی بیوی کی بیٹی سے دوسری بیوی کے بھائی سے نکاح

سوال: ایک آدمی کی بیوی فوت ہوگئی،اس سے ایک بیٹی ہے،اس نے دوسری شادی کی کیا یہ شخص اپنی بیٹی جو پہلی بیوی سے ہے،اس کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے کرواسکتا ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں آدمی اپنی بیٹی جو پہلی بیوی سے ہے کا نکاح دوسری بیوی کے بھائی سے کرواسکتا ہے؛ کیونکہ دوسری بیوی (جو لڑکی کی سوتیلی ماں ہے) اس سوتیلی ماں کا بھائی لڑکی کا حقیقی ماموں نہیں ہے بشرطیکہ محرمیت کا کوئی اور رشتہ (مثلا رضاعت) نہ ہو۔

وإن كانت القربى خالة لأب فخالتها لا تحرم عليه هكذا في محيط السرخسي. (الفتاوى الهندية : كتاب النكاح ، الباب الثالث في بيان المحرمات)

«لا بأس بأن يتزوج الرجل امرأة ويتزوج ابنه ابنتها أو أمها، كذا في محيط السرخسي». (الفتاوى الهندية : كتاب النكاح ، الباب الثالث في بيان المحرمات ، القسم الثاني المحرمات بالصهرية)

«وكذلك لا بأس بأن يتزوج المرأة ويزوج ابنه أمها أو ابنتها فإن محمد بن الحنفية - رضي الله تعالى عنه - تزوج امرأة وزوج ابنتها من ابنه، وهذا لأن بنكاح الأم تحرم الأم هي على ابنه، فأما أمها وابنتها تحرم عليه لا على ابنه فلهذا جاز لابنه أن يتزوج أمها أو ابنتها، والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب.» (المبسوط للسرخسی ، كتاب النكاح)

موبائل فون میں گانے اور فلمیں اپ لوڈ کرنے پر اجرت لینا

سوال: موبائل مارکیٹ میں دکان ہے یہاں سب لوگ کمپیوٹر سے موبائل میں فلم اور گانے لوڈ کرنے پر پیسے کماتے ہیں،اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا فلم اور گانے کے لوڈ کرنے پر اجرت لینا جائز ہے؟اور جو رقم ابھی تک کمائی تو اس کا کیا حکم ہے؟برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جو فی نفسہ حرام ہے،تو اس حرام کام کی اعانت کرنا اور اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے،فلمیں اور گانے فی نفسہ حرام ہیں،لہذا صورت مسئولہ میں میموری کارڈ یا موبائل فون میں فلمیں اور گانے اپلوڈ کرکے دینا یہ حرام کام کی اعانت کرنا ہے،اس پر اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے۔اب تک اس کام سے جو مال کمایا ہے اس کو بغیر ثواب کی نیت کے فقراء پر صدقہ کرنا لازم ہے۔

«وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (المائدة:٢)

قال: (ولا يجوز الاستئجار على الغناء والنوح، وكذا سائر الملاهي)؛ لأنه استئجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد. (الهداية: كتاب الاجارة، باب اجارة الفاسدة)

قال :(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي)؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجرة من غير أن يستحق عليه؛ لأن المبادلة لا تكون إلا عند الاستحقاق وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه رده على

صاحبه (البحر الرائق: كتاب الاجارة، باب اجارة الفاسدة)

فی رد المحتار علی الدرالمختار: والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه، (رد المحتار علی الدرالمختار: كتاب البيوع، باب بيع الفاسد)

فی الفتاوی العالمگیریه: إذا كان الأخذ على الشرط كان المال بمقابلة المعصية فكان الأخذ معصية والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به إن لم يعرفه ليصل إليه نفع ماله، (الفتاوی العالمگیریه: كتاب الكراهية، باب الخامس عشر فی الكسب)

عشر کی ادائیگی سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم

سوال: اس سال دو ایکڑ زمین میں چاول کی کاشت کی ہے، اور میں ایک غریب آدمی ہوں، میرے اوپر دو لاکھ قرض بھی ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا میں عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار سے اپنا قرض ادا کر سکتا ہوں؟ جلدی جواب دیں۔

جواب: شرعاً عشر کل پیداوار پر لازم ہے؛ لہٰذا اگر آپ نے زمین کو بارش یا نہر کے پانی سے سیراب کیا تو کل پیداوار کا دسواں حصہ فقراء کو دینا آپ پر لازم ہے، اور اگر ٹیوب ویل یا تالاب کے پانی سے جانی اور مالی محنت اور مشقت سے سیراب کیا تو پیداوار کا بیسواں حصہ یعنی پانچ فیصد ادا کرنا لازم ہے۔ آپ پر قرض ہونے کی وجہ سے اس عشر میں کوئی کمی نہیں ہوگی، بلکہ پورا عشر ادا کرنا لازم ہے۔

«(و) تجب في (مسقي سماء) أي مطر (وسيح) كنهر (بلا شرط نصاب) راجع للكل (و) بلا شرط (بقاء) وحولان حول لأن فيه معنى المؤنة ولذا كان للإمام أخذه جبرا ويؤخذ من التركة ويجب مع الدين وفي أرض صغير ومجنون ومكاتب ومأذون ووقف»، (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الزكاة، باب العشر)

«ولا تحسب أجرة العمال ونفقة البقر، وكري الأنهار، وأجرة الحافظ وغير ذلك فيجب إخراج الواجب من جميع ما أخرجته الأرض عشرا أو نصفا كذا في البحر الرائق»، (الفتاوى الهندية، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)

«(قوله: ولا ترفع المؤن) أي لا تحسب أجرة العمال ونفقة البقر وكري الأنهار وأجرة الحافظ وغير ذلك؛ لأن النبي - صلى الله عليه وسلم - حكم بتفاوت الواجب لتفاوت المؤنة فلا معنى لرفعها فشمل ما أطلقه فيه العشر وما فيه نصفه فيجب إخراج الواجب من جميع ما أخرجته الأرض عشرا أو نصفا»، (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الزكاة، حكم تعجيل العشر)

وإذا باع الطعام المعشور فللمصدق أن يأخذ عشره من المشتري، وإن تفرقا، وإن شاء أخذه من البائع، ولو باعه بأكثر من قيمته، ولم يقبضه المشتري فللمصدق أن يأخذ عشر الطعام، وإن شاء أخذ عشر الثمن، «وإن كان البائع حابى فيه بما لا يتغابن الناس فيه فليس للمصدق إلا أخذ عشر الطعام، وإن استهلكه أخذ من البائع عشر طعام مثله إلا أن يعطيه مقدار قيمته من الثمن، وإن كان المشتري استهلكه فالمصدق بالخيار إن شاء ضمن البائع وإن شاء ضمن المشتري مثل عشره؛ لأن كل واحد منهما متلف حقه، ولو باع العنب أخذ العشر من ثمنه، وكذلك لو اتخذه عصيرا ثم باعه فعليه عشر ثمن العصير كذا في محيط السرخسي»، (الفتاوى الهندية، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف)

ختم شد